ابلاغِ کربلا

'شعاعِ عمل' کا محرم نمبر حاضر ہے۔ یہ کربلا کی جیتی جاگتی یادگاری کا قلمی اعتراف، تحریری تائید اور ابلاغی اصرار ہے جس کے پس پشت ذہنی شرکت اور نفسیاتی یکجہتی کارفرما ہے۔ عالم آشکارہ ہے، کربلا کوئی اتفاقی حادثہ یا کوئی بے ساختہ اقدام نہ تھا بلکہ ایک بامقصد اور مؤثرمہم جویانہ منصوبہ تھا جس کا روئے سخن (Address) زمان ومکان کے تسلسل وتواتر سے تھا۔ اس طرح اس کے پیغام کو روانی دینا اور اس کے مقصد کو باقی رکھنا وقت کا تقاضا اور تاریخ کی ضرورت بن جاتا ہے۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کربلا زندہ وتوانا یادگاری کی مستحق تھی۔

لیکن معرکہ کربلا جب ہوا اس وقت کے ذرائع ابلاغ کی تنگدستی، سست گامی اور صداگرفتگی نمایاں تھی۔ پھر کربلا کے قائد، ان کا پورا گھر اور سارے ساتھی، حامی، انصار کے خاتمے کے بعد (؎ حضور کے درِ دولت پہ خاک اڑتی تھی) بچے ہوئے اہل حرم اور بچوں کو اسیری کا سامنا تھا، جہاں زبانیں بھی قید تھیں اور آہیں بھی۔

ایسے میں کربلا کا پیغام اپنے میں گھٹ کر دم توڑ دیتا لیکن کربلا کے کارساز کا دوراندیش منصوبہ کتنا جامع اور Fool Proof تھا یا کربلا کے وارثوں کے بروقت اقدام میں کتنا پیناپن تھا کہ انہوں نے حالات کی سختیوں سے ہی اپنے لئے راستہ بنالیا ؎ ساری کٹھن کو منہ کا نوالہ بنادیا ذرائع ابلاغ کی ساری تنگدستی، سست گامی اور صداگرفتگی کو منہ چڑھاتے ہوئے، انہوں نے نئے نئے ذرائع ایجاد کئے اور انہیں اپنے کام کا بناکر ان ہی کے حوالہ پیغام کربلا کی روانی یعنی کربلا کی پیغام رسانی کردی۔ پیغام کربلا کے اسیر وارثوں نے ظلم وستم کی مار کھاتے ہوئے، حالات کے Odds جھیلتے ہوئے اپنی اس مظلومیت کو اپنی پیغام رسانی کی مؤثر تمہید بنادیا۔ عزا یعنی سوگواری کو یادگاری کا عنوان دے دیا، دعا کو اپنے مقصد کا پیغامبر بنادیا اس طرح ظالم دشمن کے اسلحۂ زبان بندی کو ناکارہ بناکر رکھ دیا۔

کربلا کے نوایجاد ذرائع ابلاغ کی فہرست یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ ؎ ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہے
لیکن گنتی کی یہ سطریں محدود ہیں، پچیلی بھی نہیں۔ مجبوراً بات یہیں پر روکی جارہی ہے۔

آگے کے صفحات میں شامل گراں قدر مضامین کا خطاب اور سمت ابلاغ کربلا ہی ہے 'خطبات کربلا' مقصد کربلا کے بنیادی ترجمان اور ابلاغ کربلا کے ابتدائی عامل ہیں ''علم اور علمداری'' ابلاغ کربلا کے نمایاں نشان ہیں ''شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن'' کربلا کے مقصد کا ہی ترجمہ ہے۔ ''معرکہ کربلا میں شخصیتوں کا انتخاب'' کربلا کی منصوبہ بند کارسازی کا عنوان ہے۔

ابلاغ کربلا نے اردو ادب کو بھی نئے نئے استعارے اور معنی خیزیوں کے معجزے دیئے۔ مرثیہ کی شکل میں ادب کو اچھوتے انداز کی اثرانگیز ہیئت کی بالکل نئی نویلی صنف سے روشناس کیا۔ اس سے اردو ادب پر کربلا کے ابلاغی غلبہ وتسلط کو اس حد تک پہنچا دیا کہ بے چارہ اصل مرثیہ (کربلائی رثائیہ کے علاوہ) دیس نکالا یعنی خارج از اصطلاح ہوکر اسے اپنے لئے ''شخصی مرثیہ'' کی نئی اصطلاح وضع کرنا پڑی۔

نوحہ وماتم مرثیہ کے توام بھائی ہیں، جو قد وقامت میں چھوٹے سہی لیکن (میرے خیال میں) اپنی قدروا ہمیت اور اثرآفرینی میں مرثیہ کو بونا بنادیتے ہیں۔ یہاں ابلاغ کربلا کے ایک نمایاں بولتے مؤید اور خطابی ترجمان کے قلمی یادگار چند نوحے بھی شامل ہیں۔

بابری مسجد کے متعلق معروف معاصر شکیل شمسی (جو پروڈیوسر سے تخلیق کار کا اوتار دھار چکے ہیں) کے دو مضامین کو کربلائی ابلاغ میں ''دخل درمعقولات'' یا دراندازی نہ سمجھا جائے۔ بابری مسجد کے واقعہ میں کئی زاویوں سے کربلا کا ابلاغی یا استعاراتی عکس دیکھا جاسکتا ہے۔

(م۔ر۔عابد)